نقط المصاحف میں اولیت کا مسئلہ - المحکم فی نقط المصاحف کی روایات کی روشنی میں

حافظ محمد اجمل*

There are different opinion exist about the first use of naqt and accent in masahaf. This difference in opinions is based on various narrations. Although there were eight different personalities mentioned by Abu amar Alddani in this regard, however the focus is laid on allama Abu -ul-Aswad aldulay,Yahya bin Yaamer and Nasar bin Asim. In the presence of various narrations, efforts were made for same concensus such as (a)first use of naqt was based on geographical areas and (b) first use was due to individual efforts or in the official position, but in the real,both approaches are acceptable in this type of work. Abu -ul-Aswad utilized naqt for the uniform pronounciationof aerabs known as "Diacritical Marks"and was pioneer in this regard ,while Yahya bin yammer and Nsar bin Asim utilized naqt to differenciate among different alphabets, known as "Skeletal Dots" and were also pioneer in this sense.

قدیم عربی نقوش اور کتبات خصوصا نقوش اکدیہ ۱، نقوش رأس شمر ۲، اور قانون حمورابی (۱۷۹۲تا ۱۷۵۰ق. م)، وغیرہ کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ نقط و اعراب کا وجود، عربی زبان میں میں کوئی نئی ایجاد یا اضافہ نہیں بلکہ اس کی جڑیں ہمیں تقریباً ۲۵۰۰ قبل مسیح میں بھی ملتی ہیں۔ تاہم مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس رجحان میں کمی واقع ہوتی چلی گئی۔ اور زمانہ نبوت میں اس کا رواج نہیں رہا تھا۔ ڈاکٹر جواد علی ترک اعراب کے رجحان کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ويخيل لي أن معظم لغات الأدب في العالم القديم كانت تراعي الإعراب، لترتفع بذلك عن ألسنة العامة، ولتكون اللسان الرفيع الذي يخاطب الإنسان به أربابه، ثم خفت حدة الإعراب فيما بعد، مجاراة لتطور العقل الإنساني. ونجد معظم الشعوب في الوقت الحاضر، تبسط لغتها وتختزل قواعدها وجمل كلامها ليتناسب الكلام مع عقلية السرعة التي أخذت تسيطر على الإنسان الحاضر. ۳

میرے خیال میں قدیم زمانے میں اکثر زبانوں میں اعراب کی رعایت رکھی جاتی تھی تاکہ وہ اس سے عام زبانوں میں ممتاز اور اعلیٰ ہو، اور اسی ممتاز اور اعلیٰ زبان میں انسان اپنے رب سے مخاطب ہو (مناجات کرے)۔ پھر عقل انسانی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ اس حد اور پابندی میں کمی واقع ہوتی چلی گئی، چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر لوگ اپنی زبان کو سادہ بنا رہے ہیں۔

*لیکچرر، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج بورے والہ۔

مخففات (abbreviations) کا استعمال کر رہے ہیں، اور الفاظ کو جامع بنا رہے ہیں تاکہ عصر حاضر کے انسان کی عقل کی سرعت کے ساتھ مناسبت پیدا ہو سکے۔

فتوحاتِ اسلامیہ کے بعد جب اسلامی سلطنت کی حدود میں وسعت پیدا ہوئی اور غیر عرب اقوام بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں، تو عربی زبان میں لحن پیدا ہونے لگا۔ عربی زبان کو عموماً اور قرأت قرآن کو خصوصاً، اس لحن سے بچانے کیلئے نقط واعراب کی ضرورت دوبارہ سے محسوس کی جانے لگی تو نقط و اعراب کا نظام وضع کیا گیا۔

نقط واعراب کی اس وضع میں اولیت کس کو حاصل ہے ؟اس حوالے سے روایات میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ نقط واعراب کے موضوع پر دستیاب کتب میں سب سے پرانی کتاب علامہ دانیؒ (م ۴۴۴ ہجری) کی "المحکم فی نقط المصاحف" ہے۔ جس میں علامہ دانیؒ نے تقریباً آٹھ روایات نقل کی ہیں جس میں نقط واعراب کی وضع میں اولیت کو مختلف لوگوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ روایات کا یہ اختلاف ذہنی الجھاؤ کا باعث بنتا ہے۔ ذیل میں المحکم کی روایات کی روشنی میں اس مسئلے کا ایک حقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

علامہ دانیؒ سب سے پہلی روایت، امام اوزاعیؒ اور یحیٰ ابن کثیرؒ کے واسطہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدثنا الاوزاعی قال سمعت یحیی بن ابی کثیر یقول کان القرآن مجردا فی المصاحف فأول ما أحدثوا فیہ النقط علی الیاء والتاء وقالوا لا بأس بہ ھو نور لہ ثم أحدثوا فیھا نقطا عند منتھی الآی ثم أحدثوا الفواتح والخواتم۔ ۴

امام اوزاعیؒ ، یحیٰ ابن کثیرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا مصاحف (مصاحف عثمانیہ) میں قرآن کریم مجرد (نقط واعراب سے پاک) تھا ۔ سب سے پہلی چیز جو نئی شامل ہوئی، وہ یاء اور تاء پر نقطوں کا لگانا تھا۔ (اہل علم نے) کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، یہ اس کا نور ہے، پھر اس کے بعد نئی چیز، آیت کے آخر میں دو نقطوں کا لگانا تھا، پھر فواتح اور خواتم (آیت کے شروع اور آخر کے نشانات) کا اضافہ ہوا۔

دوسری روایت بھی امام اوزاعیؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

بدؤوا فنقطوا ثم خمسوا ثم عشروا۔ ۵

انہوں نے ابتداء کی، پس انہوں نے نقطے لگائے، پھر تخمیس (پانچ آیتوں کے بعد نشان لگانا)، پھر تعشیر (دس آیتوں کے بعد نشان لگانا)۔

اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے خود امام دانیؒ لکھتے ہیں:

هذا يدل على أن الصحابة وأكابر التابعين رضوان الله عليهم هم المبتدئون بالنقط ورسم الخموس والعشور لأن حكاية قتادة لاتكون إلا عنهم إذ هو من التابعين وقوله بدؤوا الى آخره دليل على أن ذلك كان عن اتفاق من جماعتهم وما اتفقوا عليه أو أكثرهم فلا شكول في صحته ولا حرج في استعماله-٦

یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہؓ اور اکابر تابعینؒ، نقطوں اور تخمیس و تعشیر کے مبتدی تھے۔ کیونکہ قتادہؒ تابعین میں سے ہیں اور ان کی روایت ان (صحابہؓ) سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور قتادہؒ کا یہ کہنا کہ " بدؤوا " (انہوں نے یعنی صحابہ کرامؓ نے ابتداء کی) اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام ان (صحابہؓ) میں سے ایک جماعت نے انجام دیا۔ لہٰذا ان کے یا ان میں سے اکثر کے اتفاق کر لینے کے بعد ان کے استعمال میں کوئی اشکال اور حرج باقی نہیں رہتا۔

تیسری روایت سب سے تفصیلی ہے جو کہ ابن القاسم انباریؒ اور ابو عکرمہؒ سے یوں مروی ہے:

كتب معاوية رضي الله عنه إلى زياد يطلب عبيد الله ابنه فلما قدم عليه كلمه فوجده يلحن فرده إلى زياد وكتب إليه كتابا يلومه فيه ويقول أمثل عبيد الله يضيع، فبعث زياد إلى ابي الأسود فقال يا أبا الأسود إن هذه الحمراء قد كثرت وأفسدت من ألسن العرب فلو وضعت شيئا يصلح به الناس كلامهم ويعربون به كتاب الله تعالى فأبى ذلك أبو الأسود وكره إجابة زياد إلى ما سأل۔

فوجه زياد رجلا فقال له اقعد في طريق أبي الأسود فإذا مر بك فاقرأ شيئا من القرآن وتعمد اللحن فيه ففعل ذلك فلما مر به أبو الاسود رفع الرجل صوته فقال إن الله برىء من المشركين ورسوله فاستعظم ذلك أبو الأسود وقال عز وجه الله أن يبرأ من رسوله ثم رجع من فوره إلى زياد فقال يا هذا قد أجبتك إلى ما سألت ورأيت أن أبدأ بإعراب القرآن فابعث إلى ثلاثين رجلا فأحضرهم زياد فاختار منهم أبو الأسود عشرة ثم لم يزل يختار منهم حتى اختار رجلا من عبد القيس فقال خذ المصحف وصبغا يخالف لون المداد فإذا فتحت شفتي فانقط واحدة فوق الحرف وإذا ضممتهما فاجعل النقطة إلى جانب الحرف وإذا كسرتهما فاجعل النقطة في أسفله فإن اتبعت شيئا من هذه الحركات غنة فانقط نقطتين۔ فابتدأ بالمصحف حتى أتى على آخره ثم وضع المختصر المنسوب إليه بعد ذلك-٧

حضرت معاویہؓ نے زیاد (گورنر بصرہ) کو خط لکھ کر ان کے بیٹے کو طلب کیا۔جب ان کا بیٹا آ گیا تو اس سے بات چیت کی، گفتگو میں لحن کی وجہ سے اسے واپس لوٹا دیا اور انہیں ایک خط لکھ کر فرمایا، کیا عبید اللہ جیسا آدمی بھی ضائع ہو گیا۔زیاد نے ابو الاسود کی طرف آدمی بھیجا اور کہا اے ابو الاسود! یہ سرخ (عجمی) بہت زیادہ ہو گئے، اور انہوں نے اہل عرب کی زبان بھی خراب کر دی، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کوئی ایسا کام کر دیں، جس سے لوگوں کا کلام درست ہو جائے، اور کتاب اللہ معرب ہو جائے۔ابو الاسودؒ نے زیاد کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اس سے انکار کر دیا۔

زیادؒ نے ایک آدمی سے کہا کہ ابو الاسودؒ کے راستے میں بیٹھ جاؤ، اور جب ابو الاسودؒ گزریں تو عمداً قرآن کریم کا کوئی حصہ غلط تلاوت کرنا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، جب ابو الاسودؒ گزرے آیت مبارک اَنَّ اللّٰہَ بَرِیۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ وَرَسُوۡلِہٖ کو بلند آواز سے (لام کی زیر کے ساتھ) پڑھا، ابو الاسودؒ نے اس بات کو بہت بڑھا سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ س ے ک ی س ے ب رأت ک ا اظہار ک ر س ک ت ے ہ ی ں؟وہ ف و راً زی ادؒ ک ے پاس پہنچے، اور فرمایا کہ میں تمہاری بات کو قبول کرتا ہوں۔اور میں قرآن کریم پر اعراب لگانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔میرے پاس تیس آدمی بھیجو، زیادؒ نے تیس آدمی بھیج دیے، ابو الاسودؒ مے ان میں سے دس کو چنا، پھر ان میں سے بھی (قبیلہ) عبد القیس کے ایک آدمی کو چنا، اور اسے کہا، قرآن کریم اور رنگ پکڑو جو کہ سیاہی (متن کا رنگ) سے مختلف ہو، پس جب میں اپنے ہونٹ کھولوں تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا، جب میں انہیں ملاؤں حرف کے ایک جانب نقطہ لگانا، جب میں انہیں جھکاؤں تو حرف کے نیچے نقطہ لگانا، جب میں کسی حرکت پر غنہ کروں تو دو نقطے لگا دینا۔پس اسطرح مصحف پر ابتداء سے انتہاء تک نقطے لگائے گئے، پھر ان نقطوں سے متعلق ایک تحریر "المختصر" وضع کی گئی۔

چوتھی روایت، محمد بن بشر جبکہ پانچویں روایت، حسین بن ولید اور ھارون بن موسیٰ سے مروی ہے جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ مصحف پر سب سے پہلے ناقط یحیٰ بن یعمرؒ تھے۔۸

چھٹی روایت جو محمد بن سھل اور ابو حاتمؒ سے مروی ہے، میں نصر بن عاصم اللیثیؒ کے بارے میں ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں ونصر اول من نقط المصاحف وعشرھا وخمسھا۔۹

اس روایت کے بعد علامہ دانیؒ اپنا تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يحتمل أن يكون يحيى ونصر أول من نقطها للناس بالبصرة وأخذا ذلك عن أبي الأسود إذ كان السابق إلى ذلك والمبتدئ به وهو الذي جعل الحركات والتنوين لا غير على ما تقدم في الخبر

عنه ثم جعل الخليل بن احمد الهمز والتشديد والروم والإشمام وقفا الناس في ذلك أثرهما واتبعوا فيه سنتهما وانتشر ذلك في سائر البلدان وظهر العمل به في كل عصر وأوان ١٠

اس بات کا احتمال ہے کہ یحیٰ اور نصر دونوں نے بصرہ میں لوگوں کیلئے نقطے لگائے ہوں، اور انہوں نے ابوالاسودؒ سے یہ کام سیکھا ہو، کیونکہ وہ اس کام میں اول اور مبتدی تھے۔ انہوں نے حرکات اور تنوین کی علامات وضع کیں تھیں، کیونکہ ان سے پہلے اس کا کسی سے ثبوت نہیں ملتا۔ پھر ان کے بعد خلیل بن احمدؒ نے ہمزہ، تشدید اور روم واشمام کی علامات وضع کیں، لوگوں نے ان دونوں کے کام کو مقبولیت دی اور یہ کام تمام ممالک میں پھیل گیا، اور ہر زمانے میں یہ معمول بہ رہا۔

ساتویں روایت جو کہ ابن الانباری اور معمر بن المثنیٰؒ سے مروی ہے، اگرچہ علم النحو کی وضع سے متعلق ہے جس میں علم النحو کو ابوالاسود الدؤلی، میمون الاقرن، عنبسۃ الفیل اور عبداللہ بن اسحق کی طرف منسوب کیا گیا ہے، تاہم اس پر علامہ دانیؒ کا تبصرہ لائق توجہ ہے۔ علامہ دانیؒ لکھتے ہیں:

وكل هؤلاء قد نَقَّطوا وَأُخِذَ عنهم النقط وَحُفِظَ وضُبِطَ وقُيِّدَ وعُمِلَ به واُتُّبِعَ فيه سنَّتَهُم واُقتُدِى فيه بمذاهبهم۔١١

ان تمام نے نقطے لگائے، اور ان سے نقطے لیے گئے ،انہیں محفوظ کیا گیا، انہیں اچھی طرح ضبط اور عمل میں لایا گیا، اس میں ان کے طریقے کی پیروی کی گئی۔ اور ان کے مذاہب کی اقتداء کی گئی۔

نقط واعجام کے واضعین کے حوالے سے علامہ دانیؒ نے آٹھویں روایت ابو حاتم سھل بن محمدؒ سے نقل کی ہے، جس کے مطابق نقطوں کی اصل عبداللہ بن ابی اسحٰق الحضرمی جو کہ ابو عمرو بن العلاء کے استاد تھے، کی طرف منسوب ہے، جبکہ اسی روایت میں اس بات کا بھی تذکرہ ہے کہ سب سے پہلے نقطے نصر بن عاصم اللیثیؒ نے اہل بصرہ کیلئے لگائے پھر ان سے تمام لوگوں نے لیے حتیٰ کہ اہل مدینہ جو کہ اس سے پہلے کسی اور نظام نقط پر عمل پیرا تھے، اپنے پرانے طریقے کو چھوڑ کر اہل بصرہ کے طریقے پر عمل کرنے لگے۔ ١٢

اس روایت کی توثیق کرتے ہوئے علامہ دانیؒ لکھتے ہیں:

هذا الذى قاله أبو حاتم من أهل المدينة أخذوا النقط عن أهل البصرة صحيح۔١٣

اپنی اس بات کی دلیل کے طور پر علامہ دانیؒ، عبداللہ بن عیسیٰ اور قالونؒ کی روایت نقل کرتے ہیں جس کے مطابق:

مصاحف مدینہ میں سوائے ہمزتین کے علاوہ نقطے سیاہ رنگ سے لگائے جاتے تھے، اور اہل مدینہ ہمزتین کو جمع نہیں کرتے سوائے قاری جعفر بن الیزید بن القعقاع کے، جو کہ اپنے ائمہ اور سلف کے طریقے کے خلاف، ہمزتین کو نہ صرف جمع کرتے ہیں بلکہ اسے زرد رنگ سے لکھتے ہیں، اور اس طریقے میں وہ اہل بصرہ جو کہ نقطوں میں مبتدی بھی ہیں اور اولیت بھی رکھتے ہیں کے طریقے پر کاربند ہیں۔ ۱۴

قالونؒ اہل مدینہ کے طریقہ اعراب کے بارے میں کہتے ہیں:

أهل المدينة يشكلون مصاحفهم برفع الميمات كلها وجعلوا النبرات بالصفرة والحركات نقطا بالحمرة ولم يخالفوهم في شيء جرى استعمالهم عليه من ذلك ومن غيره۔ ۱۵

علامہ دانیؒ مزید لکھتے ہیں:

وقد تأملت مصاحفنا القديمة التي كتبت في زمان الغازي بن قيس صاحب نافع بن ابي نعيم وراوية مالك بن أنس فوجدت جميع ذلك مثبتا فيها مقيدا على حسب ما أثبت وهيئة ما يقيد في مصاحف أهل المدينة وكذلك رأيت ذلك في سائر المصاحف العراقية والشامية ونقاطهم على ذلك إلى اليوم وكذلك نقاط أهل مكة على أن سلفهم كانوا على غير ذلك قال ابن أشته رأيت في مصحف إسماعيل القسط إمام أهل مكة الضمة فوق الحرف والفتحة قدام الحرف ضد ما عليه الناس۔ ۱۶

پہلی روایت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ابتداءً مصاحف نقط سے مجرد تھے۔ سب س
پر نقطے لگے، اگرچہ اس روایت میں اس بات کی صراحت نہیں کہ یہ نقط الاعجام کے قبیل سے تھے یا نقط الاعراب کے تاہم تاء اور یاء کی تخصیص سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ نقط الاعجام تھے نہ کہ نقط الاعراب۔ کیونکہ اعراب صرف یاء اور تاء کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ وہ تو تمام حروف کیلئے ضروری ہیں۔ پھر آیت کے آواخر اور فواتح و خواتم کی علامات عمل میں آئیں۔

نقط و اعراب کی تمام روایات اور قدیم عربی نقوش کو سامنے رکھیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اعراب تو کسی حد تک عرب میں معروف تھے، بلکہ بعض نقوش سے تو ان کی تاریخ ۲۵۰۰ قبل مسیح ۱۷، بھی متعین کی گئی ہے اگرچہ زمانہ صدر اسلام میں ان کا رواج متروک ہو چکا تھا، تاہم پہلی صدی ہجری کے اوائل سے منسوب کچھ مکتوبات پر نقاط کی موجودگی کا انکشاف ہوا ہے، جسے بعض لوگوں نے نقط الاعجام قرار دیتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نقط الاعجام قدیم ہیں، اور ان کا زمانہ، زمانہ جاہلیت یا اسلام کا ابتدائی زمانہ ہے۔ ۱۸

نقطوں کی عہد رسالت ﷺ میں موجودگی کا پتہ بعض دیگر روایات سے بھی چلتا ہے۔ جیسے خطیب بغدادی نے الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع اور علامہ سیوطیؒ نے تدریب الراوی میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن عبید بن أوس الغسانی قال کتبت بین یدی معاویة کتابا فقال لی یا عبید أرقش کتابك فإنی کنت بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا معاویة أرقش کتابك قلت وما رقشه یا أمیر المؤمنین قال أعط کل حرف ما ینوبه من النقط۔ ۱۹

عبید بن اوس غسانیؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ کے سامنے لکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عبید اپنی کتابت میں رقش کرو، میں ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاویہ: اپنی کتابت میں رقش کرو، عبیدؒ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! یہ رقش کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر حرف کو نقطوں کے ساتھ واضح کرو۔

اسی طرح علامہ جزریؒ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم میں نقطے موجود تھے، صحابہ کرامؓ نے عمدا مصاحف کو مجرد رکھا تاکہ عرضہ اخیرہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سامنے تلاوت کی گئیں تمام صحیح قراءات کی گنجائش باقی رہے۔ علامہ جزریؒ لکھتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّ الصَّحَابَةَ - رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ - لَمَّا کَتَبُوا تِلْكَ الْمَصَاحِفَ جَرَّدُوهَا مِنَ النَّقْطِ وَالشَّکْلِ لِیَحْتَمِلَهُ مَا لَمْ یَکُنْ فِی الْعَرْضَةِ الْأَخِیرَةِ مِمَّا صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ - صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ -، وَإِنَّمَا أَخْلَوُا الْمَصَاحِفَ مِنَ النَّقْطِ وَالشَّکْلِ لِتَکُونَ دِلَالَةُ الْخَطِّ الْوَاحِدِ عَلَی کِلَا اللَّفْظَیْنِ الْمَنْقُولَیْنِ الْمَسْمُوعَیْنِ الْمَتْلُوَّیْنِ شَبِیهَةً بِدَلَالَةِ اللَّفْظِ الْوَاحِدِ عَلَی کِلَا الْمَعْنَیَیْنِ الْمَعْقُولَیْنِ الْمَفْهُومَیْنِ ۲۰

امام جزریؒ کی روایت جس میں نبی کریم ﷺ کی طرف رقش کی نسبت کی گئی ہے اگر سند کے معیار پر پوری اترتی ہے تو ممکن ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوی فراست سے یہ اندازہ لگا لیا ہو، یا حفاظت قرآن کے الٰہی وعدہ کے تحت ایک سد ذرائع کے طور پر اللہ تعالی نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو بتا دیا ہو کہ مستقبل میں اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے مروجہ طریقہ کے برعکس رقش یعنی نقطوں کے ذریعے حروف کی وضاحت کا حکم دیا ہو۔ اور چونکہ دور نبوت کی یہ وقتی ضرورت نہ تھی اس لئے نہ تو اس پر زیادہ زور دیا گیا، اور نہ ہی صحابہؓ میں یہ بات اتنی مشہور ہوئی، تاہم بعد کے زمانوں کیلئے یہ ایک دلیل کا درجہ بہر حال رکھتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی پسندیدگی کا عنصر شامل تھا۔ اسی وجہ سے جب اس کام کا باقاعدہ آغاز ہوا اور کچھ لوگوں نے اس کی موافقت کی اور کچھ نے مخالفت تو اسی روایت کی بنیاد پر اہل علم نے کہا کہ:

لا بأس بہ ھو نور لہ۔۲۱، کوئی حرج نہیں، یہ اس (قرآن) کا نور ہے۔

بعض اہل علم جیسے قتادہؒ، حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ، نے اگرچہ قرآن میں اضافہ کے خطرہ کے پیش نظر ابتداءً اسے ناپسند کیا تاہم بعد میں نہ صرف اس کو پسند کیا بلکہ نقط واعجام کے کام میں باقاعدہ شامل بھی ہوئے۔ ۲۲، جہاں تک یاء اور تاء پر نقطوں کا تعلق ہے تو ممکن ہے کہ نقط واعجام کے کام کے باقاعدہ آغاز سے پہلے، کسی نے ذاتی طور پر ایسا کیا ہو، لیکن روایات میں اس کی تصریح نہیں ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ " بدؤوا فنقطوا ثم خمسوا ثم عشروا "۲۳، سے علامہ دانیؒ نے یہ نتیجہ نکالا کہ صحابہؓ اور اکابر تابعینؒ، نقطوں اور تخمیس و تعشیر کے مبتدی تھے۔ اور خصوصاً یہ کہ "لأن حكاية قتادة لا تكون إلا عنهم إذ هو من التابعين "۲۴، کیونکہ قتادہؒ تابعین میں سے ہیں اور ان کی روایت ان (صحابہؓ) سے ہی ہو سکتی ہے سے نہیں؟ پر کچھ اشکالات لازم آتے ہیں۔

۱۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قتادہؒ تابعین میں سے ہیں، لیکن اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ تابعی صرف صحابی سے ہی روایت نقل کر سکتا ہے کسی اور سے نہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ کسی تابعی نے کسی صحابی کے آخری وقت میں زیارت کی ہو، لیکن روایت سننے کا موقع نہ ملا ہو۔ اس سے نہ تو اس کے تابعی ہونے میں کوئی فرق پڑے گا اور نہ ہی اسے ہم عصر اور ماقبل تابعین کی روایات نقل کرنے سے روکا جا سکتا ہے۔

لہٰذا یہ اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ مصحف پر نقطے حضرات صحابہ نے لگائے تھے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ ابوالاسودؒ کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی جبکہ قتادہؒ کی وفات ان سے تقریباً نصف صدی بعد ۱۱۷ یا ۱۱۸ھ میں ہوئی ۲۵، لہٰذا قتادہؒ تو اپنے سے ماقبل لوگوں سے ہی روایت کریں گے، اور وہ صحابہؓ بھی ہو سکتے ہیں اور تابعینؒ بھی۔ چونکہ نقط واعراب کا کام ابوالاسودؒ اور ان کے شاگردوں کے ہاتھوں قتادہؒ کی وفات سے پہلے مکمل ہو چکا تھا، یا تکمیل کے مراحل میں تھا، اس لیے قتادہؒ کے قول "بدؤوا فنقطوا ثم خمسوا ثم عشروا" سے مقصود حضرات تابعینؒ (ابوالاسودؒ اور ان کے تلامذہ) کے کام کی طرف اشارہ مقصود ہے نہ کہ حضرات صحابہؓ کی طرف۔ یہی زیادہ اصوب اور قرین قیاس ہے۔

تیسری روایت میں نقط کی ابتداء کی نسبت ابوالاسود الدؤلیؒ کی طرف کی گئی ہے۔ ۲۶، علامہ قلقشندیؒ ۲۷، اور ابوالفرج الاصفہانیؒ ۲۸، نے بھی اس روایت میں علامہ دانیؒ کی موافقت کی ہے، اور یہ روایت نہ صرف مشہور ہے بلکہ تقریباً علوم القرآن کی تمام کتب میں منقول بھی۔ علامہ قلقشندیؒ اور

ابن ندیمؒ نے تو ایک روایت میں نقط الاعجام کی وضع کو قبیلہ بولان کے ایک آدمی عامر بن جدرۃ کی طرف منسوب کیا ہے جس کا تفصیلی ذکر باب اول کی پہلی فصل میں بھی ہوا ہے۔۲۹

چوتھی اور پانچویں روایت میں یحییٰ بن یعمرؒ کی طرف جبکہ چھٹی روایت میں نصر بن عاصمؒ کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ جس کے آخر میں علامہ دانیؒ نے اپنا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"يحتمل أن يكون يحيى ونصر أول من نقطاها للناس بالبصرة وأخذا ذلك عن أبي الأسود إذ كان السابق إلى ذلك والمبتدئ به وهو الذي جعل الحركات والتنوين لا غير"۳۰

ساتویں روایت میں اگرچہ علم النحو کی ابتداء کا ذکر ہے جس کو ابوالاسودؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور ان کے متبعین میں میمون الاقرن، عنبسہ الفیل اور عبد اللہ بن ابی اسحٰق کے نام مذکور ہیں، تاہم راویت کے بعد علامہ دانیؒ کے الفاظ:

وكل هؤلاء قد نَقَّطُوا وَأُخِذَ عنهم النقط وَحُفِظَ وضُبِطَ وقُيِّدَ وعُمِلَ به واتُّبِعَ فيه سنَّتَهُم واُقتُدِى فيه بمذاهبهم۔۳۱، لائق توجہ ہیں۔

آٹھویں روایت میں نقط کی نسبت عبد اللہ بن ابی اسحٰق الحضرمی جو کہ ابو عمرو بن العلاء کے استاد تھے، کی طرف کی گئی ہے جبکہ ساتھ ہی یہ تصریح بھی کی ہے کہ سب سے پہلے نقطے نصر بن عاصم اللیثیؒ نے اہل بصرہ کیلئے لگائے۔

مذکورہ بالا تمام روایات کے مناقشہ کے بعد واضعین نقط کے بارے میں ہمارے سامنے مندرجہ ذیل نام آتے ہیں:

۱۔ عامر بن جدرہ

۲۔ صحابہ کرامؓ

۳۔ ابوالاسود الدؤلیؒ

۴۔ نصر بن عاصم اللیثیؒ

۵۔ یحییٰ بن یعمر العدوانیؒ

۶۔ میمون الاقرنؒ

۷۔ عنبسہ الفیلؒ

۸۔ عبد اللہ بن ابی اسحٰقؒ

جہاں تک عامر بن جدرہ کا تعلق ہے تو اس کا زمانہ اسلام سے بہت پہلے کا ہے، جبکہ ہمارا موضوع بحث مصحف میں نقط کے مبتدئین کے بارے میں ہے، لہذا وہ تو فی الحال ہماری بحث سے خارج ہے۔

صحابہ کرامؓ کے مبتدئ نقط ہونے پر بھی گفتگو کی جا چکی ہے۔ میمون الاقرنؒ، عنبسہ الفیلؒ اور عبد اللہ بن ابی اسحٰقؒ کا تذکرہ صرف علامہ دانیؒ نے کیا ہے، اور کہیں ہمیں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ المحکم فی نقط المصاحف کی عبارت:

قال ابو عمرو و كل هؤلاء قد نَقَّطُوْا وَأُخِذَ عنهم النقط وَحُفِظَ وضُبِطَ وقُيِّدَ وعُمِل به واتُّبِعَ فيه سنَّتَهُم واُقْتُدِی فيه بمذاهبهم۔ ۳۲

سے اس بھی اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ شاید یہ امام دانیؒ کا تفرد ہے یا ممکن ہے ان کی حیثیت واضعین کی بجائے متبعین کی ہو۔

اب ہمارے پاس ابوالاسود الدؤلیؒ، نصر بن عاصم اللیثیؒ اور یحیٰ بن یعمر العدوانیؒ کے نام باقی بچتے ہیں جن کے نام اکثر روایات میں ہمیں ملتے ہیں۔ اور کئی اہل علم نے ان روایات میں تطبیق دینے کی بھی کوشش کی ہے۔

روایات اولیت میں تطبیق

تطبیق کی ان کوششوں میں بھی سب سے پہلا نام ہمیں خود علامہ دانیؒ کا ہی ملتا ہے، مختلف روایات میں انہوں نے ان تینوں کی طرف اولیت کی نسبت کرنے کے بعد لکھا:

يحتمل أن يكون يحيى ونصر أول من نقطها للناس بالبصرة وأخذا ذلك عن أبي الأسود إذ كان السابق إلى ذلك والمبتدئ به وهو الذي جعل الحركات والتنوين لا غير۔ ۳۳

اس بات کا احتمال ہے کہ یحیٰؒ اور نصرؒ دونوں نے بصرہ میں لوگوں کیلئے نقطے لگائے ہوں، اور انہوں نے ابوالاسودؒ سے یہ کام سیکھا ہو، کیونکہ وہ اس کام میں اول اور مبتدی تھے۔

علامہ دانیؒ کی اس تطبیق پر پہلا اشکال تو یہ وارد ہوتا ہے کہ انہوں نے " نقطها للناس بالبصرة" کہہ کر من حیث المکان اولیت کی بات کی ہے نہ کہ من حیث الزمان۔ جبکہ مقصود من حیث الزمان اولیت ہے نہ من حیث المکان۔

دوسرا یہ کہ وہ تفصیلی روایت جس میں حضرت معاویہؓ کا عبید اللہ بن زیاد کو طلب کرنے کا ذکر ہے، اور اس میں نقط کی نسبت ابوالاسودؒ کی طرف کی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے تیس آدمیوں میں سے جس آدمی کو منتخب کیا تھا وہ قبیلہ عبد القیس سے تعلق رکھتا تھا، جس کا اقرار امام دانیؒ نے خود بھی کیا ہے۔ یہ

قبیلہ بھی بصرہ کے قبائل میں سے ایک ہے۔اور آج اس بھی اس قبیلہ میں اعراب اسی طرح لگائے جاتے ہیں۔اس سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ بصرہ میں یحییٰؒ اور نصرؒ نے نقط لگائے تھے۔۳۴
تیسرا یہ کہ علامہ دانی خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ ابو الاسودؒ اس کام میں سابق اور مبتدی ہیں۔جب علامہ دانی خود اس کا اقرار کر رہے ہیں کہ تو پھر یحییٰؒ اور نصرؒ کی اولیت کا ام
تطبیق کی دوسری کوشش علامہ زرقانیؒ نے کی ہے ان کے مطابق:

ویمکن التوفیق بین هذه الأقوال بأن أبا الأسود أول من نقط المصحف ولکن بصفة فردیة ثم تبعه ابن سیرین وأن عبد الملك أول من نقط المصحف علی ید یحیٰ و نصر اذ کان فعلهما تنفیذا الامره ولکن بصفة رسمیة عامة ذاعت وشاعت بین الناس دفعا للبس والإشکال عنهم فی قراءة القرآن.۳۵

ان اقوال میں تطبیق ممکن ہے،ابو الاسودؒ نے مصحف میں نقطے تو لگائے لیکن انفرادی حیثیت سے، پھر ان کی اتباع ابن سیرینؒ نے کی۔اور عبد الملک پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے التباس اور اشکالات کو ختم کرنے کیلئے (سرکاری طور پر) یحییٰؒ اور نصرؒ کے ہاتھوں یہ کام کروایا، پھر اس کام نے لوگوں میں مقبولیت حاصل کر لی۔

علامہ زرقانیؒ کی یہ تطبیق بھی صورت حال کو واضح نہیں کر رہی۔اس سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ ابو الاسودؒ کو نقط میں اولیت حاصل ہے،اور وہ اولیت نقط الاعجام میں ہے،جس کیلئے ابو الاسودؒ نے انفرادی کوشش کی اور یحییٰ بن یعمرؒ اور نصر بن عاصمؒ نے سرکاری سرپرستی میں یہ کام سرانجام دیا، حالانکہ زیر بحث مسئلہ یہ زیر بحث مسئلہ نہیں، زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ یہ اولیت کس اعتبار سے ہے؟ آیا نقط الاعراب میں یا نقط الاعجام میں۔اس پر علامہ زرقانیؒ خاموش ہیں۔

علامہ دانیؒ کی روایات میں یہ مسئلہ اس لئے پیدا ہوا کہ آپؒ نے نقط الاعراب اور نقط الاعجام کو واضح نہیں کیا۔نقط کی اولیت کی نسبت ابو الاسودؒ کی طرف بھی کر دی اور یحییٰ بن یعمر اور نصر بن عاصم کی طرف بھی۔جب کہ دونوں کا کام الگ الگ نوعیت کا ہے۔ابو الاسودؒ نے اعراب کی وضاحت کیلئے نقطے لگائے تھے،تاکہ قرآن کریم کی غلط تلاوت کا سد باب ہو سکے،اس لئے ان کے نظام اعراب کو نقط الاعراب (Diacritical marks) کہتے ہیں،اور وہ اس میں اولیت رکھتے ہیں، جبکہ نصر بن عاصمؒ اور یحییٰ بن یعمرؒ نے ہم شکل حروف میں فرق کیلئے نقطے لگائے تھے اور وہ اس میں اولیت رکھتے ہیں،اس لئے ان کے نظام نقط کو نقط الاعجام (Skeletal dots) کہتے ہیں۔علامہ دانیؒ دونوں کی طرف اولیت کی نسبت کر دی اور یہ وضاحت نہیں کی کہ کس کو کس اعتبار سے اولیت حاصل ہے۔

اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ابوالاسودؒ صحابہؓ کے زمانہ میں موجود تھے آپ کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی۔۳۶
حضرت عثمانؓ نے اہل مصر کی طرف ایک آدمی کو والی بنا کر بھیجا اور لکھا کہ جب اذاجاءکم فاقبلوہ
جب یہ تمہارے پاس آئے تو اس کا استقبال کرنا ، انہوں نے اسے یوں پڑھا کہ اذاجاءکم فاقتلوہ ،
جب یہ تمہارے پاس آئے تو اسے قتل کر دینا، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا، بعد میں آپ کی شہادت کے
اسباب میں سے ایک سبب یہ فتنہ بھی بنا۔۳۷

پتہ چلا کہ اس وقت تک نقط الاعجام نہیں لگائے جاتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت عثمانؓ ضرور اس پر
عمل کرتے ، حضرت عثمانؓ کی شہادت ۳۵ھ میں ہوئی۔

اسی طرح سلیمان بن عبد الملک نے عامل مدینہ کو لکھا کہ " احص المخنثین "کاتب نے اسے یوں
پڑھا کہ "اخص المخنثین" چنانچہ نو مخنثین کو خصی کر دیا گیا۔ سلیمان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔۳۸
اس واقعہ سے پتہ چلا کہ ۹۹ھ تک بھی نقط الاعجام کا عام کتابت میں رواج نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ قرآن
کریم میں ان کا استعمال شروع ہو گیا تھا، کیونکہ نصرؒ کی وفات ۹۰ھ۳۹، میں ہوئی اور یحیٰ بن یعمر کی
وفات ۹۰ھ۴۰، سے قبل ہوئی۔

مذکورہ بحث سے پتہ چلا کہ نقط الاعراب میں اولیت ابوالاسودؒ ہی ہیں، علامہ غانم قدوریؒ نے اس پر
اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان الاجماع العام یظل علی ان ابا الاسود ھو الاول من نقط المصاحف حتیٰ عرفت طریقتہ بنقط
ابی الاسود۔۴۱

اس بات پر اجماع عام ہے کہ ابوالاسودؒ ہی مصاحف پر نقط لگانے میں اولیت رکھتے ہیں، حتی کہ ان کا
طریقہ، ابوالاسودؒ کے نقط کے طریقے کے طور پر جانا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

مصاحف میں نقط و اعراب کے اولین واضح کے بارے میں آراء کا اختلاف ہے۔ آراء کا یہ
اختلاف، اختلافِ روایات پر مبنی ہے۔ علامہ دانیؒ سے منقول روایات میں آٹھ افراد کی طرف
اس کی نسبت کی گئی ہے، تاہم زیادہ تر روایات میں ابوالاسود الدؤلیؒ ، یحیٰ بن یعمرؒ اور نصر بن عاصم
اللیثیؒ کی طرف اسے منسوب کیا گیا ہے۔

روایات کے اس اختلاف میں، بعض لوگوں نے تطبیق دینے کی کوشش بھی کی ہے۔ ایک نقطہ نظر یہ
ہے کہ یہ اولیت من حیث المکان ہے، جبکہ دوسرے نقطہ نظر کے مطابق یہ اولیت کام کی انفرادی اور

اجتماعی نوعیت کے اعتبار سے ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں کو اولیت کام کی نوعیت کے اعتبار سے حاصل ہے۔

ابو الاسودؒ نے اعراب کی وضاحت کیلئے نقطے لگائے، ان کا نظام نقط، "نقط الاعراب" (Diacritical marks) کہلاتا ہے، انہیں اس اعتبار سے اولیت حاصل ہے، جبکہ یحیٰی بن یعمرؒ اور نصر بن عاصمؒ نے متماثل حروف میں تمیز کیلئے نقطے لگائے، ان کا نظام نقط "نقط الاعجام" (Skeletal dots) کہلاتا ہے۔ انہیں اس اعتبار سے اولیت حاصل ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ "اکد" جنوبی عراق میں واقع ایک علاقے کا نام ہے اس علاقے میں بولی جانے والی زبان "اکدی" کی نسبت سے انہیں اکدیین بھی کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ انہیں بابل کی طرف نسبت کرتے ہوئے "بابلی" جبکہ بعض یہاں کے معروف حکمران خاندان کلدانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے "کلدانیین" بھی کہتے ہیں۔

۲۔ "رائس شمر" کے علاقے میں بحر متوسط کے ساحل "السوری" کے شمال میں ۱۲ کلومیٹر کی دوری پر واقع ایک قدیم شہر۔

۳۔ الدکتور جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب: ۱۷/ ۱۳، دار الساقی بیروت، طبع چہارم، ۱۴۲۲ ہجری، ۲۰۰۱ء

۴۔ الدانی، ابی عمرو عثمان بن سعید، م ۴۴۴ ہجری، المحکم فی نقط المصاحف: ۱۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اول، ۱۴۲۵ ہجری، ۲۰۰۴ء

۵۔ المحکم فی نقط المصاحف: ۱۱

۶۔ ایضاً، صفحہ: ۱۱

۷۔ المحکم فی نقط المصاحف: ۱۱، ۱۲

۸۔ ایضاً، صفحہ: ۱۲

۹۔ ایضاً، صفحہ: ۱۳

۱۰۔ المحکم فی نقط المصاحف: ۱۳

۱۱۔ ایضاً، صفحہ: ۱۳

۱۲۔ ایضاً، صفحہ: ۱۴

۱۳۔ ایضاً، صفحہ: ۱۴

۱۴۔ المحکم فی نقط المصاحف: ۱۴

۱۵۔ ایضاً، صفحہ: ۱۴

۱۶۔ ایضاً، صفحہ: ۱۵، ۱۴

۱۷۔ الدکتور احمد سلیمان یاقوت، ظاہرۃ الإعراب فی النحو العربی وتطبیقھا فی القرآن الکریم : ۱۰، دار المعرفہ، بیروت ۱۹۹۶ء

۱۸۔ غانم قدوری الحمد، رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ: ۴۶۸، اللجنۃ الوطنیہ، بغداد، عراق، ۱۴۰۲ ہجری، ۱۹۸۲ء

۱۹۔ السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: ۲/۱۷، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ ، الریاض بتحقیق عبد الوہاب عبد اللطیف، الخطیب البغدادی، ابو بکر، احمد بن علی بن ثابت، الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: ۱/۲۶۹، مکتبۃ المعارف الریاض، ۱۴۰۳ بتحقیق الدکتور. محمود الطحان

۲۰۔ شمس الدین ابو الخیر، ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر ۱/۳۳، بتحقیق علی محمد الضباع، المطبعۃ التجاریۃ الکبری، بیروت مصر، س۔ن

۲۱۔ المحکم: ۱۱

۲۲۔ ابن ابی داؤد، السجستانی، ابو بکر، عبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث، کتاب المصاحف، ۴۲۸، ۱/۵۲۱، بتحقیق الدکتور محب الدین عبد السبحان واعظ، المحکم: ۱۰ تا ۱۳، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع الثانیہ، ۱۴۲۳ ہجری، ۲۰۰۲ء، المحکم: ۱۵ تا ۱۷

۲۳۔ المحکم فی نقط المصاحف: ۱۱

۲۴۔ ایضاً، صفحہ: ۱۱

۲۵۔ الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ ۱۳۷۴ء، سیر اعلام النبلاء: ۲۸۳/۵، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ التاسعۃ ۱۴۱۳ھ، محمد بن سعد بن منیع ابو عبد اللہ البصری الزہری، الطبقات الکبری: ۷/۲۳۰، دار صادر، بیروت۔

۲۶۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: ۵/۲۷۹، دار الکتاب العربی، لبنان/ بیروت، ۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۸ء، الطبعۃ الأولی بتحقیق د. عمر عبد السلام تدمری

۲۷۔ القلقشندی، احمد بن علی، صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء، بتحقیق الدکتور یوسف علی طویل، ۳/۱۴۹، دار الفکر، دمشق، طبع اول، ۱۹۸۷ء

۲۸۔ ابی الفرج الأصفہانی، الأغانی: ۱۲/۳۴۷، دار الفکر، بیروت الطبعۃ الثانیۃ، بتحقیق سمیر جابر

۲۹۔ ابن ندیم، ابو الفرج محمد بن اسحٰق، الفہرست: ۱/۷، دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۸ ہجری، ۱۹۷۸ء صبح الاعشی ۳/۱۴۹ صبح الاعشی ۳/۱۴۹

۳۰۔ ایضاً، صفحہ: ۱۳

۳۱۔ ایضاً، صفحہ: ۱۳

۳۲۔ ایضاً، صفحہ : ۱۳

۳۳۔ ایضاً، صفحہ : ۱۳

۳۴۔ الدکتور عبد الحیٔ فرماوی، رسم المصحف و نقطہ : ۳۳۴، دار نور المکتبات، جدہ ۱۴۲۵ ہجری، ۲۰۰۴ء

۳۵۔ مناهل العرفان ۱/۴۰۰ محمد عبد العظیم الزرقانی المتوفی : ۱۳۶۸ھ، مناہل العرفان فی علوم القرآن : ۱/ ۴۰۷ مطبعۃ عیسی البابی الحلبی و شرکاہ، الطبعۃ الثانیۃ

۳۶۔ سیر اعلام النبلاء : ۲۸۳

۳۷ ابو احمد حسن بن عبد اللہ العسکری م ۳۸۲ ہجری، کتاب اخبار المصحفین، صفحہ : ۴، مکتبہ القرآن للطبع والنشر والتوزیع، قاہرہ، مصر

۳۸ ایضاً، صفحہ، صفحہ : ۳۱

۳۹۔ الطبقات القراء ۲: ۳۳۶/

۴۰۔ الطبقات القراء : ۲/۳۸۱

۴۱۔ رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ : ۴۹۷

****